خطبہ جمعہ سلسلہ نمبر21

برائے28/ستمبر2018

نیکیوں کو ضائع ہونے سے بچائیں

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم۔ اما بعد۔ قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ صدق اللہ العظیم

برادران اسلام! اللہ رب العزت کا مسلمانوں کو یہ بڑا تاکیدی حکم ہے کہ وہ ایمان و عمل صالح اختیار کریں اور ساتھ ہی اللہ تعالی نے قرآن مجید میں جابجا نیکیوں کو ضائع کرنے والے اعمال سے خبردار کیا ہے۔ ہماری زندگی میں ایسے بہت سے کام ہوتے ہیں جنھیں انجام دیتے ہوئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے اللہ کی رضا حاصل ہوگی اور آخرت میں اجر ملے گا۔ اگر ہماری نیت درست ہے تو ہمارا ایسا سمجھنا بھی درست ہے لیکن اگر نیت میں فتور ہے تو اچھے سے اچھا عمل بھی فضول ہے۔ مثال کے طور پر انفاق فی سبیل اللہ ایک بہت ہی عظیم عمل ہے لیکن اللہ نے مومنوں کو خبردار کیا کہ:

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُواْ لاَ تُبْطِلُواْ صَدَقَاتِكُم بِالْمَنِّ وَالأذَى كَالَّذِی یُنفِقُ مَالَهُ رِئَاء النَّاسِ وَلاَ یُؤْمِنُ بِاللّهِ وَالْیَوْمِ الآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْداً لاَّ یَقْدِرُونَ عَلَى شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُواْ وَاللّهُ لاَ یَهْدِی الْقَوْمَ الْكَافِرِینَ(البقرہ ۲۶۴)

اے ایمان والو احسان جتا کر اور ایزا دے کر اپنی خیرات کو ضائع نہ کرو اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کو خرچ کرتا ہے اور اللہ اور قیامت کے دن پر یقین نہیں رکھتا، سو اس کی مثال ایسی ہے جیسے صاف چٹان کہ جس پر کچھ مٹی پڑی ہو پھر اس پر زور کا مینہ برسا پھر اس کو بالکل صاف کر دیا، ایسے لوگوں کو اپنی کمائی ذرا ہاتھ بھی نہ لگے گی، اور اللہ کافروں کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انفاق ضائع ہو جاتا ہے، اگر اس کے بعد احسان جتایا جائے یا تکلیف دی جائے یا دکھاوے کے لیے کیا جائے۔ اور اس کے لیے چٹان پر سے مٹی ہٹنے کی مثال دی گئی ہے۔ ایسے لوگ اپنے نزدیک خیرات کر کے جو نیکی کماتے ہیں، اس سے کچھ بھی ان کے ہاتھ نہیں آتا۔ اسی طرح سورہ بقرہ آیت 266 میں اللہ نے دنیا ہی کی نیت سے کیے جانے والے اعمال کی مثال بڑھاپے میں باغ یا آمدنی کا واحد ذریعہ ختم ہو جانے کے طور پر دی ہے۔

سورہ توبہ آیت نمبر17 میں اللہ کا ارشاد ہے:

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِیْنَ اَنْ یَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِیْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِی النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ

☆ مشرکین کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ اللہ کی مسجدوں کے مجاور و خادم بنیں درآں حالیکہ اپنے اُوپر وہ خود کفر کی شہادت دے رہے ہیں۔ ان کے تو سارے اعمال ضائع ہو گئے اور جہنم میں انھیں ہمیشہ رہنا ہے۔

اس آیت میں اصل میں تو کافر و مشرک کا ذکر ہے لیکن مسلمانوں کو بھی ہوشیار رہنا چاہیے کہ 'مسجد حرام کی دیکھ بھال' جیسی نیکی بھی ضائع ہو سکتی ہے، اور اس کے بعد والی آیت کے مطابق 'حاجیوں کو پانی پلانا' بھی۔

برادران اسلام! اچھے کام میں نیت بھی اچھی رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ حدیثِ نبویؐ سے معلوم ہوتا ہے کہ شہید، عالم اور سخی کو تک جہنم میں ڈال دیا جائے گا اگر انہوں نے یہ عظیم اعمال محض دکھاوے کے لیے کئے تھے۔ اسی طرح جان کی قربانی، حصولِ علم، صدقہ کیا ہوا مال ضائع ہو سکتے ہیں۔ (نسائی، عن ابی ہریرہؓ)

ہمارے تمام اعمال اور عبادتیں صرف اللہ کی خوشنودی اور آخرت کا اجر حاصل کرنے کے لئے ہوں۔ اگر نماز کو ورزش، روزے کو خوراک کنٹرول کرنے کا منصوبہ، اور حج کو سیاحت کی نیت سے ادا کیا جائے تو ان عبادات کے بے معنی اور اصل روح سے خالی ہو جانے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔

محترم حضرات! ایسی نیکیاں جن کو صحیح طریقے سے ادا نہ کیا گیا ہو یا ظاہری طریقے میں نقص ہو یا دل کی کیفیت میں کمی ہو، وہ بھی رد ہو سکتی ہیں۔ ظاہری طریقے میں نقص کی ایک مثال یہ ہیکہ بنیادی شرائط پوری نہ کی گئی ہوں، مثلاً طہارت کے بغیر نماز ادا کی جائے، یا روزہ، حج اور دیگر عبادات، ارکان و شرائط کا خیال رکھے بغیر کیے جائیں۔ یہ علم کی کمی کو ظاہر کرتے ہیں، جو ایک مومن کیلئے صحیح نہیں۔ علم کی کمی میں معذور ہونے کو شاید اللہ تعالیٰ معاف کر دے، لیکن بلا عذر علم ہی حاصل نہ کرنا، مومنانہ کردار نہیں ہو سکتا۔

دل کی کیفیت میں کمی کی صورت یہ ہے کہ نیکیوں کو بے دلی یا سُستی سے کیا جائے، یا زبردستی سمجھ کر کیا جائے، یا نیکیوں کے دوران کوئی کیفیت موجود ہی نہ ہو۔ جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ سورہ ماعون میں بے نمازیوں کے لیے نہیں، بلکہ بعض نمازیوں کے لیے بھی تباہی کی وعید آئی ہے۔ سورۂ نساء (آیت 132) میں نماز کے لیے کسمساتے ہوئے اور دکھانے کے لیے اٹھنے کا تذکرہ ہے۔ اس نماز کی جزا نہیں جس میں آدمی رکوع و سجود میں پیٹھ سیدھی نہ کرے۔ (ابن ماجہ، ابو مسعود)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص ساٹھ سال تک نماز پڑھتا ہے، مگر اس کی ایک نماز بھی قبول نہیں ہوتی۔ پوچھا گیا وہ کیسے؟ انھوں نے کہا: کیوں کہ نہ وہ رکوع پورا کرتا ہے اور نہ سجود، نہ قیام پورا کرتا ہے اور نہ اس کی نماز میں خشوع ہوتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا: "ایک شخص اسلام میں بوڑھا ہو گیا اور ایک رکعت بھی اس نے اللہ کے لیے مکمل نہیں پڑھی"۔ پوچھا گیا: کیسے یا امیر المومنین؟" فرمایا: "اس نے اپنا رکوع پورا کیا اور نہ سجدے پورے کئے"۔

امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا: "انسانوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہوں گے، لیکن وہ نماز نہیں ہوگی"۔

اس لئے ہماری کوشش ہونی چاہئے کہ ہم ہر عبادت کو دل جمعی کے ساتھ پورے آداب اور شرائط کا خیال رکھتے ہوئے ادا کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا ہے جسے آپ معمولاً مانگا کرتے تھے:

اللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔

مطلب یہ ہے کہ: اے میرے اللہ ذکر کرنے اور شکر کرنے اور اچھی عبادت کرنے میں میری مدد فرما۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہمیں بھی اللہ کا ذکر، اللہ کا شکر اور اس کی اچھی عبادت کرنے کی فکر اور تڑپ ہونی چاہئے اسی لئے ہم بھی یہ دعا مانگا کریں:

اللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔

حضرات! نیکی کرنے کا طریقہ بھی صحیح رکھنا چاہیے اور اس کے لیے علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ پوری رضامندی اور خوشی کے ساتھ نیکی کرنا چاہیے اور نیکی کے دوران اس کے آداب اور دل کی کیفیات کا خیال رکھنا چاہیے۔ جنید بغدادیؒ کا ایک واقعہ کتابوں میں لکھا ہے، جس میں وہ ایک واپس آنے والے حاجی سے مناسکِ حج کے ساتھ کچھ کیفیات کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ جب وہ نفی میں جواب دیتا ہے، تو وہ اسے حج دوبارہ کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔

نیکی کرتے ہوئے ڈرتے رہنا چاہیے، کیوں کہ مومنوں کو عمل قبول نہ ہونے کا ڈر رہتا ہے اور خشیت مومنوں کی کیفیت ہے۔ سورۂ انبیاء (آیت ۹۰) میں نیکیوں کی دوڑ دھوپ کے ساتھ خوف کا بھی ذکر ہے۔ رسول کریمؐ کو بھی اپنے عمل سے نہیں، اللہ کے فضل اور رحمت سے ہی جنت میں جانے کی اُمید تھی (بخاری، ابوہریرہ)

نیکی کے بعد اس کی قبولیت کی دعا کرنی چاہیے، خواہ وہ نماز ہو، کوئی انفاق ہو، دین کیلئے نکلنا اور چلنا ہو، یا کسی بندے سے معاملہ ہو۔

نبی اکرمؐ جب نماز فجر میں سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِزْقًا طَیِّبًا وَّ عِلْمًا نَافِعًا وَّ عَمَلًا مُّتَقَبَّلًا،

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں پاکیزہ روزی، نفع بخش علم اور قبول ہونے والے عمل کا (ابن ماجہ، اُمِ سلمہؓ)۔ حضرت ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت دُعا کی تھی: رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا (البقرہ ۲:۱۲۷) "اے ہمارے رب، ہم سے یہ خدمت قبول فرمالے"۔ علما نے کچھ دعاؤں میں سعی مشکور مانگی ہے، یعنی ایسی کوشش جس کی قدردانی کی گئی ہو۔

نیکیاں برباد کرنے والے اعمال

نیکیاں تو اپنی جگہ صحیح ہوں، لیکن ان کے ساتھ یا ان کے بعد کوئی ایسا کام کیا جائے کہ وہ ضائع ہو جائیں۔ ان کی مثال دنیوی امتحانوں کی منفی پیمایش (negative marking) سے دی جاسکتی ہے۔ جن میں غلط جوابات کے نمبر، صفر نہیں بلکہ منفی ہوتے ہیں، جو صحیح جوابات کے نمبر بھی کاٹ لیتے ہیں۔ یہ برائیاں جو قرآن وحدیث سے معلوم ہوتی ہیں، وہ یہ ہیں:

☆ نبیؐ کے احترام میں کمی: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام میں کمی دراصل اللہ کے احترام میں کمی اور باطن میں تقویٰ نہ ہونے کی علامت ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ O (الحجرات ۴۹:۲) اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنی

آواز نبیؐ کی آواز سے بلند نہ کرو، اور نہ نبیؐ کے ساتھ اونچی آواز سے بات کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمھارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے اور تمھیں خبر بھی نہ ہو۔

:سورۃ المائدہ میں ارشاد فرمایا

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰي مَآ اَ سَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ O وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ O (المائدہ ۵۳-۵۲:۵)

تم دیکھتے ہو کہ جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے وہ اُنھی میں دوڑ دھوپ کرتے پھرتے ہیں۔ کہتے ہیں ''ہمیں ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہم کسی مصیبت کے چکّر میں نہ پھنس جائیں''۔ مگر بعید نہیں کہ اللہ جب تمھیں فیصلہ کن فتح بخشے گا یا اپنی طرف سے کوئی اور بات ظاہر کرے گا تو یہ لوگ اپنے اس نفاق پر جسے یہ دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں نادم ہوں گے۔ اور اُس وقت اہلِ ایمان کہیں گے: ''کیا یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ کے نام سے کڑی کڑی قسمیں کھا کر یقین دلاتے تھے کہ ہم تمھارے ساتھ ہیں؟'' ان کے سب اعمال ضائع ہو گئے اور آخر کار یہ ناکام و نامراد ہو کر رہے۔

یعنی جو کچھ انھوں نے اسلام کی پیروی میں کیا، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، زکوٰۃ دی، جہاد میں شریک ہوئے، قوانینِ اسلام کی اطاعت کی، یہ سب کچھ اس بنا پر ضائع ہو گیا کہ ان کے دلوں میں اسلام کے لیے خلوص نہ تھا اور وہ سب سے کٹ کر صرف ایک خدا کے ہو کر نہ رہ گئے تھے، بلکہ اپنی دنیا کی خاطر انھوں نے اپنے آپ کو خدا اور اس کے باغیوں کے درمیان آدھا آدھا بانٹ رکھا تھا۔

بنیادی طور پر اس کی وجہ یہی ہے کہ حق اور باطل دونوں سے تعلق رکھنا، نفاق ہی کی قسم ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ (محمد ۳۳:۴۷) اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کر لو۔

اس آیت کے پسِ منظر کے لحاظ سے بھی، اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کش مکش میں جان و مال نہ لگا کر، محنت نہ کر کے اپنے اعمال ضائع نہ کرو۔

حضرت کعبؓ بن مالک کے واقعے سے سبق ملتا ہے کہ وہ کسی بدنیتی کے بغیر صرف دنیوی مصروفیات کی وجہ سے حق و باطل کی کش مکش میں حق کا ساتھ نہ دے سکے، تو ان کی پچھلی ساری عبادت گزاریاں اور قربانیاں خطرے میں پڑ گئی تھیں۔

☆ بُرائی سے منع نہ کرنا، سمجھوتہ کرلینا: سورہ اعراف میں اہلِ سبت کا ذکر ہے، جنھوں نے ہفتے کے دن مچھلیاں پکڑنے سے دوسروں کو منع نہ کیا، تو ان کی اپنی نیکیاں اکارت چلی گئیں۔ بستی پر عذاب کی ابتدا 'نیک' شخص سے کی جائے کیوں کہ اس نے بستی والوں کو برائیوں سے منع نہیں کیا تھا۔ اس طرح اس شخص کی اپنی نیکیاں بھی ضائع ہو گئیں۔ (ترمذی، ابو بکر صدیقؓ)

بنی اسرائیل کے علما نے فاسقوں کو منع کرنے کے بجاے ان کے ساتھ کھانا پینا اور اُٹھنا بیٹھنا شروع کر دیا تو ان پر بھی لعنت کی گئی۔(ابو داؤد، ترمذی، عبد اللہ بن مسعود)

☆فسق پر مبنی رویّہ: استطاعت کے باوجود ہجرت نہ کرنا:(النساء۹۸-۴:۹۷)

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۭ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ (التوبہ ۹:۵۳) ان سے کہو" تم اپنے مال خواہ راضی خوشی خرچ کرو یا بہ کراہت، بہر حال وہ قبول نہ کیے جائیں گے۔ کیوں کہ تم فاسق لوگ ہو۔"

کبیرہ گناہ ڈھٹائی سے کرنے سے، کبھی کبھار کی گئی، یا چھوٹی نیکیوں کی قبولیت خطرے میں پڑ جاتی ہے۔

مسلم کی روایت کے مطابق، حرام مال کھانے اور پہننے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی اگرچہ وہ لمبا سفر کرکے، غبار آلود بالوں میں ، آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگے۔ اسی طرح حرام کمائی سے اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے، تو وہ قبول نہیں ہوتا۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ جب ایک لقمہ حرام کا اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کا عمل قبول نہیں کرتا۔

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اپنی امت میں سے یقینی طور پر ایسے لوگوں کو جانتا ہوں، جو قیامت والے دن اس حال میں آئیں گے کہ ان کے ساتھ تہامہ پہاڑ کے برابر نیکیاں ہوں گی، تو اللہ عز وجل ان نیکیوں کو ڈھول بنادے گا۔ حضرت ثوبانؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! ہمیں ان لوگوں کی نشانیاں بتائیے، ہمارے لیے ان لوگوں کا حال بیان فرمائیے، تاکہ ایسا نہ ہو کہ ہم انھیں جان نہ سکیں اور ان کے ساتھ ہو جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ تم لوگوں کے بھائی ہوں گے اور تم ان لوگوں کی نسل میں سے ہوگے، اور رات کی عبادات میں سے اسی طرح حصہ لیں گے جس طرح تم لوگ لیتے ہو۔ لیکن ان لوگوں کا معاملہ یہ ہوگا کہ جب وہ لوگ اللہ کی حرام کردہ چیزوں اور کاموں کو تنہائی میں پائیں گے تو انھیں استعمال کریں گے۔(ابن ماجہ)

حضرت بُریدہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے عصر کی نماز چھوڑی، اس کے عمل اکارت ہوئے (فقد حبط عملہ)۔(بخاری)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے شراب پی، اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نمازیں قبول نہیں کرتا۔(لم یقبل اللہ) ۔(ترمذی)

☆اجتماعی معاملات میں بے احتیاطی: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ کو فتح ہوتی اور مالِ غنیمت حاصل ہوتا تو حضرت بلالؓ کو حکم دیتے تھے کہ لوگوں میں اعلان کریں کہ جس کے پاس جو کچھ ہے وہ لے آئے۔ لوگوں کے پاس جو مالِ غنیمت ہوتا، وہ اسے لے آتے۔ جب سب مال جمع ہو جاتا تو پھر رسولؐ اللہ پہلے اس میں سے خمس الگ کرتے، پھر باقی مال کو تمام مجاہدین میں تقسیم فرمادیتے۔ ایک دفعہ مالِ غنیمت تقسیم ہو جانے کے بعد ایک آدمی بالوں کی ایک لگام لے آیا اور کہا کہ یہ لگام بھی ہم نے مالِ غنیمت

میں پائی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: تم نے بلال کا اعلان جو اس نے تین دفعہ کیا تھا، سنا تھا؟ اس نے جواب دیا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: پھر بروقت کیوں نہ لے کر آئے؟ اس نے جواب دیا: بس دیر ہو گئی۔ آپؐ نے فرمایا: پھر تو اسے قیامت کے دن لے کر آنا، میں اب تم سے قبول نہیں کر سکتا۔ (ابوداؤد)

حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں ایک غزوہ کیا۔ لوگوں نے جلد بازی میں دوسروں کے اترنے کی جگھوں میں تنگی پیدا کر دی اور آمد و رفت کے راستے بند کر دیے۔ جب آپؐ کو خبر ملی تو آپؐ نے ایک منادی بھیجا کہ وہ لوگوں میں اعلان کرے کہ جو اترنے کی جگھوں میں تنگی پیدا کرے گا یا راستے بند کرے گا، اس کا جہاد اکارت۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے جزیہ کی زمین خریدی، اس نے اپنی ہجرت کا عمل اکارت کر دیا، اور جس نے کسی کافر کی گردن سے ذلت کا طوق نکال کر اپنے گلے میں ڈال لیا، اس نے اسلام کی طرف اپنی پشت کر دی۔ (ابوداؤد)

☆ معاملات میں راست رو نہ ہونا: کسی کو گالی دینے، تہمت لگانے، قتل کرنے سے انسان کے نماز، روزہ اور زکوٰۃ دوسرے انسان کو مل جاتے ہیں۔ (ترمذی، عن ابوہریرہؓ)

حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ ان کی نماز ان کے سر سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں اٹھتی۔ ایک وہ امام جس کو لوگ پسند نہیں کرتے۔ دوسرے، وہ عورت جس نے شب اس طرح گزاری کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو اور تیسرے، دو بھائی جو آپس میں قطع تعلق کر لیں۔ (ابنِ ماجہ)

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کسی پاکباز عورت پر تہمت لگانے سے سو سال کے عمل برباد ہو جاتے ہیں۔

قرض واپس نہ کرنے سے شہید کا بھی جنت میں داخلہ رُک جاتا ہے۔ (نسائی، محمد بن جحشؓ)

حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو۔ (ابن ماجہ)

مندرجہ بالا احادیث میں کلمہ گو مسلمانوں کا ہی ذکر ہے اور ضائع ہونے والی چیز ان کی نیکیاں ہیں۔ اسی لیے علما نے تشریح کی ہے کہ کوئی گناہ ایسا ہے کہ اس سے کوئی مخصوص عمل ہی ضائع ہوتا ہے یا کسی مخصوص مدت کے لیے قبول نہیں ہوتا۔ اور کوئی گناہ ایسا ہے کہ اس کی شدت کے لحاظ سے نیکیاں بھی ضائع ہو سکتی ہیں۔ لیکن ان کا کوئی ضابطہ ہم طے نہیں کر سکتے۔ (ترجمان السنۃ، جلد دوم، مولانا بدر عالم میرٹھی)۔ البتہ یہ کہ گناہ کی شدت کے اضافے کے لحاظ سے احتیاط بھی اتنی ہی زیادہ ہونا چاہیے۔ ان سب پہلوؤں سے ایک مومن کو بھی محتاط رہنا چاہیے۔

☆ ارتداد: پچھلی ساری عمر کی نیکیاں ختم ہونے کی ایک وجہ، ارتداد ہے۔ یہاں تک کہ فقہانے کہا ہے کہ مرتد اگر تجدید ایمان کرے تو اس کے بعد نکاح کی بھی تجدید کرے اور حج دوبارہ کرے:

وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (البقرہ ۲:۲۱۷)

تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا اور کفر کی حالت میں جان دے گا، اس کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں ضائع ہو جائیں گے۔ ایسے سب لوگ جہنمی ہیں اور ہمیشہ جہنم ہی میں رہیں گے۔

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ط وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ O (المائدہ ۵:۵) اور محفوظ عورتیں بھی تمھارے لیے حلال ہیں خواہ وہ اہلِ ایمان کے گروہ سے ہوں یا اُن قوموں میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی بشرطیکہ تم اُن کے مہر ادا کر کے نکاح میں اُن کے محافظ بنو، نہ یہ کہ آزاد شہوت رانی کرنے لگو یا چوری چھپے آشنائیاں کرو۔ اور جو کسی نے ایمان کی روش پر چلنے سے انکار کیا تو اس کا سارا کارنامۂ زندگی ضائع ہو جائے گا اور وہ آخرت میں دیوالیہ ہو گا۔

اہلِ کتاب کی عورتوں سے نکاح کی اجازت دینے کے بعد تنبیہ کے طور پر ارشاد فرمایا گیا ہے کہ: ”جو شخص اس اجازت سے فائدہ اٹھائے وہ اپنے ایمان و اخلاق کی طرف سے ہوشیار رہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کافر بیوی کے عشق میں مبتلا ہو کر یا اس کے عقائد اور اعمال سے متاثر ہو کر وہ اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے، یا اخلاق و معاشرت میں ایسی روش پر چل پڑے جو ایمان کے منافی ہو“۔

’ارتداد‘ فقہی مفہوم کے لحاظ سے بہت بڑی چیز ہے۔ لیکن مومنوں کو ایک عمومی بات کا خیال رہنا چاہیے کہ نیکیوں کے راستے پر چلتے چلتے، وہ راستہ چھوڑنا نہیں چاہیے، یا کوئی نیک عمل شروع کر کے ترک نہیں کرنا چاہیے۔

مندرجہ بالا حبط شدہ اعمال کی پانچ اقسام میں سے تین کا مقصود، اللہ اور آخرت پر ایمان نہ ہونا واضح ہے۔ گویا دنیوی کام اور اخلاقی امور صرف دنیا کے لیے کرنا یا نیت میں ملاوٹ ہونا۔ قسم چار اور پانچ میں بھی اصل یہ ہے کہ اس انسان کی نیت اور کمٹمنٹ میں ہی فتور ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کا وہ عمل ناقص رہتا ہے۔ قسم چار میں علم کی کمی، کیفیت کی کمی یا دوسرے اعمال کے ذریعے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے۔ قسم پانچ، یعنی دوسری برائیوں کی وجہ سے اچھائیوں کے نمبر منفی اس لیے ہو جاتے ہیں کہ وہ درحقیقت عمل صالح تھے ہی نہیں۔ ابلیس کی پچھلی تمام ریاضتیں اسی لیے ضائع ہو گئیں۔ حدیث میں بھی ایسے انسان کا ذکر ہے جو تمام عمر اچھے کام کر کے آخر میں ایسے عمل شروع کر دیتا ہے جو اسے دوزخ میں لے جائیں۔ (بخاری، عبداللہ بن مسعودؓ)

نیکیاں کمانے کے ساتھ ساتھ ان نیکیوں کو بچا کر رکھنے کی بھی فکر کریں۔ ایسا نہ ہو کہ آخرت میں پہنچ کر معلوم ہو کہ ہرا بھرا باغ جل چکا ہے اور کمائی کا کوئی ذریعہ نہیں بچا ہے اور جو بہت اچھا سمجھ کر کیا تھا، وہ سب بیکار تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اعمال کو برباد ہونے سے بچانے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔ وآخر الدعوان ان الحمد للہ رب العالمین